سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا تاریخی خطاب

پہلا خطبہ جو بمقام رباط بتاریخ ۳ شوال ۵۴۵ھ کو دیا گیا

اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر اعتراض، مذہب کی موت ہے توحید کی موت ہے توکل کی موت اور اخلاص کی موت ہے۔ مومن کا دل کیوں اور کیسے کا سوال نہیں کیا کرتا، اس کا اصول تو حکم پر رضامند رہنا اور نفس کی مخالفت کرنا ہے جو شخص نفس کی اصلاح کرنا چاہتا ہے لازم ہے کہ اس سے جہاد کرے اسی کی وجہ سے وہ اس کے شر سے محفوظ رہ سکے گا کیونکہ وہ از سرتاپا شر ہے۔ جب تم اس سے جہاد کر کے کامیاب ہو گئے۔ تو سمجھ لو وہ پھر سرتاسر خیر ہے۔ وہ خدا کی اطاعت میں تمھاری موافقت کرے گا گناہوں کے ترک کرنے میں تمھارا ہمنوا ہوگا۔ اس وقت غیب سے اس کو آواز آئے گی اے نفس مطمئنہ! اپنے رب کی طرف خوشی اور رضامندی سے لوٹ جا۔ اب اس کی آرزو پوری کی جائے گی اس کا شر زائل ہو جائے گا۔ مخلوقات میں سے کسی پر وہ منحصر نہ ہوگا بلکہ ہر چیز اس پر منحصر ہوگی اور اسی کے لیے ہوگی۔ ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ اس کی نسبت صحیح ہوگی جنھوں نے نفس کی حکومت سے خروج کیا تھا اور خواہشات کی غلامی سے آزاد ہو گئے تھے۔ جب ہی تو ان کے قلوب کو سکون حاصل ہوا۔ ہر مخلوق ان کی اطاعت کے لیے آمادہ ہوگئی بلکہ ان کی مدد کی طالب ہوگئی۔ مگر وہ کہتے تھے کہ میں تمھاری مدد نہیں کرنا چاہتا تم بھی اپنے رب سے مدد لو۔ کہو کہ میرا رب میرے حال سے واقف ہے ہم کو کسی سے سوال کی کیا حاجت ہے؟ جب ان کا توکل صحیح ہوگیا تو کہا کہ اے آگ! ابراہیم پر سرد ہو کر اس کی سلامتی کا سبب بن جا۔ صابر کے لیے دنیا میں بھی اللہ کی مدد بے حساب ہے آخرت میں بھی اس کی نعمتیں بے حساب ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ صابروں کو بے شمار اجر عطا فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ پر مخفی نہیں ہوتا کہ اس کے لیے تکلیف اٹھانے والوں نے کیا کیا تکلیفیں اٹھائیں۔ ایک ساعت بھی تم اس کی تکلیف پر صبر کرو گے تو سالوں اس کے لیے لطف و انعام سے فائدہ حاصل کرو گے۔ ایک گھڑی کا صبر بھی شجاعت ہے۔

اللہ صابروں کے ساتھ ہوتا ہے یعنی اس کی مدد اور فتح ان کے ساتھ ہوتی ہے تم اس کے ساتھ ہو کر صبر کرو اس کے لیے ہوش میں آؤ اس سے غفلت مت کرو۔ موت کے بعد ہوش میں آنے کا انتظار مت کرو اس وقت ہوش میں آنا تمھیں کوئی نفع نہ دے گا موت کے آنے سے پہلے ہی ہوش میں آ جاؤ۔ اس سے پہلے ہوش میں آؤ جب کہ تمھارے ارادے کے بغیر تمھیں ہوش میں لایا جائے گا۔ اس وقت تم پچھتاؤ گے جبکہ تمھارے لیے پچھتانا کوئی فائدہ مند نہ ہوگا۔ دلوں کی اصلاح کرلو جب وہ ٹھیک ہو جائیں گے تو پھر سب ٹھیک ہو جائے گا اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ابن آدم کے اندر ایک گوشت کا لوتھڑا ہے جب درست ہوتا ہے تو سارا کارخانہ جسم درست رہتا ہے جب وہ بگڑتا ہے تو سارا بدن بگڑتا ہے یہ لوتھڑا وہی دل ہے۔ دل کی اصلاح تقویٰ سے ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ پر توکل اور توحید پر ثابت قدم رہنے سے ہوتی ہے اور اعمال میں اخلاص سے دل بگڑتا کیسے ہے؟ ان صفات کے فقدان سے دل ایک پرندہ ہے جو اس جسد کے پنجرے میں قید ہے جیسے کوئی موتی صدف میں بند رہتا ہے یا جیسے دولت خزانہ میں بند رہتی ہے تو لحاظ پرندہ کے ہونا چاہیے نہ کہ قفس کا، لحاظ موتی کا ہونا چاہیے نہ کہ صدف کا، لحاظ دولت کا ہونا چاہیے نہ کہ خزانہ کے سنگ وخشت کا۔ اے اللہ! تو ہمارے اعضاء جوامع کو اپنی اطاعت میں مصروف کردے اور ہمارے دلوں کو معرفت سے بھر دے جب تک بھی ہم زندہ رہیں تو ہمیں دن رات ان لوگوں کے پرتو سے فیضیاب کر جو نیکوں کی قسم سے گزرے ہیں اور ہمیں وہ چیزیں عنایت کر جو انھیں عنایت کی تھیں ہماری راہ پر اسی طرح رہیو جس طرح کہ ان کے ساتھ رہتا تھا۔

اے قوم! تو ہمہ تن اللہ تعالیٰ کے لیے ہو جا جیسا کہ پہلے کے صالحین اس کے لیے ہو گئے تھے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ بھی ہمہ تن تیرے لیے ہو جائے جس طرح کہ ان کے لیے ہو گیا تھا۔ اگر تم چاہتے ہو کہ خدا تمھارے لیے ہو جائے تو اس کی اطاعت میں مشغول ہو جاؤ اور اس کی تکلیفوں کے ساتھ صبر میں، اس کے کیے پر رضامندی میں چاہے وہ تمھارے ساتھ کچھ سلوک کرے یا تمھارے غیر کے ساتھ تم اس پر راضی ہو۔ یہ صالح قوم وہ تھی جس نے دنیا سے بیزاری دکھلائی۔ اپنی قسمتیں انھوں نے تقویٰ و پاک بازی کے ہاتھوں بنائیں۔ پھر انھوں نے آخرت کو چاہا یعنی اس کو درست کرنے کے اعمال کیے اپنی خواہشوں کی مخالفت کی اور اپنے رب کی اطاعت کی، اپنی جانوں کو سنوارا پھر کہیں دوسروں کی جانوں کو سنوارنے کے لیے اٹھے۔

اے صاحبزادہ! پہلے تو اپنی جان کو سنوار، پھر دوسروں کو سنوارنے کے لیے آمادہ ہو۔ خبردار کہیں

ایسا نہ ہو کہ تیرے نفس کی خصلتیں دوسروں کو بھی اپنے اندر لپیٹ لیں وہ تیرے پاس ہی رہیں جب تک کہ تو ان کی اصلاح نہ کر لے۔ افسوس کہ تو سمجھتا ہے کہ دوسروں کو تو خلاصی دلا سکتا ہے اس حالت میں تو خود اندھا ہے۔ اندھا دوسروں کو کس طرح سیدھا راستہ بتلا سکتا ہے؟ راہ دکھانے والا تو آنکھ والا ہونا چاہیے۔ سمندر سے ڈوبتوں کو بچانا اس کا کام ہے جو بہترین شناور ہو دنیا سے پھیر کر لوگوں کا دل اللہ سے کون لگا سکتا ہے وہی جو اللہ کا عارف ہے جو جاہل ہے کیسے رہبر ہو سکتا ہے۔ اللہ کی طرف لو لگانے کے لیے تجھ کو زیادہ گفتگو کرنے کی بھی ضرورت نہیں۔ جب تو اسی سے محبت کرتا ہے تو چاہیے عمل بھی اسی کے لیے کرے نہ کہ اس کے غیر کے لیے۔ اسی سے ڈرے نہ کہ اس کے غیر سے۔ یہ بات دل کی وجہ سے حاصل ہوتی ہے نہ کہ زبان کی بلاغت سے یہ بات تنہائی میں حاصل ہو سکتی ہے نہ کہ جلوہ گاہ عام میں۔ یاد رکھو جب توحید دل کے دروازہ پر ہی ہو اور شرک اندر داخل ہو گیا ہو تو سراسر یہ نفاق ہے افسوس ہے تجھ پر کہ تیری زبان پر تو تقویٰ ہو اور دل میں فجور رہی فجور رہے زبان تو شکر گذاری کی رٹ لگا رہی ہو مگر دل میں کفران نعمت کا چور بیٹھا ہوا ہو۔

ایک حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے اولاد آدم! میرا خیر تو میری طرف نزول کرتا ہے مگر تیرا اشر میری طرف صعود کرتا ہے۔

افسوس کہ تو دعویٰ تو کرتا ہے اس کی بندگی کا، پھر دوسروں کی عبادت کے لیے جھک جاتا ہے اگر تو حقیقت میں اسی کا بندہ ہے تو پھر تیری دوستی و دشمنی کے ہر عمل کی بنیاد اس کی اطاعت پر ہونی چاہیے۔ صاحب ایقان مرد مومن تو اپنے نفس کی یعنی شیطان خبیث کی کبھی اطاعت نہیں کرتا بلکہ وہ اس شیطان ہی کو مطیع کر لیتا ہے وہ دنیا کے ہاتھوں ذلیل نہیں ہوتا بلکہ وہ اپنے آگے دنیا کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیتا ہے۔ وہ دنیا کے ذریعہ، آخرت کا طالب ہوتا ہے۔ وہ جب مل جاتی ہے تو پھر دنیا کو چھوڑ دیتا ہے وہ اپنے آقا اپنے مولا یعنی خدائے لایزال سے ملنے کا مشتاق و آرزو مند ہوتا ہے۔ بسا اوقات مخلصانہ طور پر اس کی عبادت گزاری میں محو رہتا ہے وہ اپنے آقا کا یہ قول پیش نظر رکھتا ہے۔ وَمَــا اُمِــرُوْٓا لا لیعبدو اللّٰہ مخلِصینَ له' الدین حقاء ۔ وہ صرف یہی حکم دے گئے ہیں کہ دینی اخلاص کے ساتھ اس کی عبادت میں کامل توجہ و یکسوئی کے ساتھ متوجہ رہیں۔ مخلوق کو خدا کا شریک بنانا چھوڑ دے صرف اسی معبود و یکتا کے آگے جھک جا جو تمام اشیاء کا خالق مطلق ہے اسی کے قبضہ قدرت میں تمام اشیاء ہیں پھر دوسروں سے اشیاء طلب کرنے والے کیا تو سمجھتا ہے کہ کوئی ایسی چیز بھی ہے جو اس مالک حقیقی کے خزانوں میں نہ ہو خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ۔

ترجمہ:۔ایسی کوئی عزیز شے نہیں ہے جس کے خزانے ہمارے پاس نہ ہوں اے لڑکے میزاب تقدیر کے سایہ میں آرام کو صبر کو اپنا تکیہ بنالے موافقت تقدیر کو اپنے گلے کا ہیکل بنالے۔کشائش رحمت کے انتظار میں عبادت کئے جا جب ایسا ہو جائیگا تب مقدر کے آسمان سے تیری امید کی کھیتی پر فضل و رحمت کی وسیع بارش ہونے لگے گی۔

اے قوم! تقدیر کی موافقت کر، عبد القادر کے ساتھ تقدیر کی موافقت میں موافقت کر یہی موافقت عبدالقادر کو قادر سے ملائے گی۔اے لوگو! آؤ اللہ تعالیٰ کے حکم کے آگے سر نیاز خم کر دیں اپنے ظاہر و باطن کے سروں کو اس کی مشیت کے آگے جھکا دیں۔تقدیر کیا ہے اس بادشاہ کا قاصد ہے ہمیں لازم ہے کہ قاصد کا اکرام و اجلال کریں جب ہم ایسا کریں گے تو قاصد ہی ہمیں مقصود کی طرف پہنچائے گا مقدر ہی ہمیں قادر کے آگے سرخرو کرے گا۔فھنا لک الولایۃ للہ الحق اور یہاں تو بس خدا ہی کی حکومت ہے اس کے دریائے علم سے پینے کے لیے تیرے واسطے مشروب تیار ہوگا اس کے فضل کے خوان نعمت سے کھانے کے لیے تیرے آگے نعمتیں پیش کی جائیں گی۔اس کی الفت تجھے اپنی چادر میں لے لے گی۔اس کی رحمت تجھ کو اپنی آغوش میں لپیٹ لے گی۔مگر یہ سعادت کبریٰ لاکھوں کروڑوں میں سے ایک کے حصہ میں آتی ہے۔

اے بندے! تجھ پر لازم ہے تو تقویٰ و پرہیز گاری کو اپنا شیوہ بنالے وہ تقویٰ جو قانون قدرت کے حدود کے اندر ہو ضروری ہے کہ ہواؤ ہوس کی تا جداری نہ کرے شیطان کی پیروی سے منہ موڑ لے اور بری صحبت سے دور بھاگے۔مومن تو وہ ہے جو ان سب سے جہاد میں مصروف ہے اور اتنا مصروف ہے کہ خود اس کے سر سے نہیں اترتا تلوار اس کے نیام میں نہیں جاتی گھوڑے پر سے وہ نہیں اترتا۔

اس کی نیند ایسے لوگوں کی نیند کی طرح ہے جو کبھی کبھی اونگھ لیتے ہیں ان کی غذا فاقہ کشی ہے ان کی گفتگو خاموشی ہے، خاموشی کی وجہ سے وہ گونگے مشہور ہیں ہاں وہ گفتگو کرتے ہیں مگر کب، جب کہ قدرت انھیں اکسا کر گفتگو کراتی ہے ان کی گفتگو کی مثال ایسی ہے جیسے قیامت کے دن انسان کے ہاتھ پاؤں اور آنکھ وغیرہ گفتگو کریں گے یعنی ان سے گفتگو کرائی جاتی ہے تب کرتے ہیں۔ان کی گفتگو اس زبان حال کی گفتگو کی طرح ہے جو درخت، پہاڑ اور کنکر بھی گفتگو کرتے ہیں۔خدائے تعالیٰ ان سے ایک کام لینا چاہتا ہے اور وہ کام ہے بندوں کو ان کے اعمال کی برائی و بھلائی کے نتیجہ سے باخبر کرنا نہ صرف اس خبر کا ان کے کانوں تک پہنچا دینا تا کہ پوری طرح وہ متوجہ ہوں بلکہ ان کے آگے دلیل او حجت بھی پیش کرنا پس یہی وہ گفتگو ہے جس کی بنیاد انبیاء و مرسلین نے ڈالی پھر انھیں کے بتائے ہوئے

راستہ پر علماءو مصلحین کی جماعت اٹھی جو خود بھی عمل کرتے تھے پھر خلق کی اصلاح کا بیڑہ بھی اٹھاتے تھے اسی لیے یہ مصلحین انھیں کے نائب کہلائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علماء انبیاء کے وارث ہوتے ہیں۔ اس کے یہی معنی ہیں۔ اے لوگو! اللہ کی نعمتوں پر اس کا شکر یہ ادا کرو یقین کرلو کہ نعمتیں اسی کی طرف سے آتی ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وما بکم من فهد فمن الله ۔یعنی تم پر ہر ایک نعمت اللہ ہی کی طرف سے آتی ہے۔

اے بے چین انسانوں! تم وہ ہو جو اس کی نعمتیں لے کر انجان ہو جاتے ہو شکر گزاری نہیں کرتے بلکہ ان نعمتوں کو اس کے غیروں سے منسوب کر دیتے ہو۔ کبھی تو ایسا کرتے ہو کہ ان نعمتوں کو کم سمجھنے لگتے ہو۔ اور اپنے حق سے زیادہ کے طلب گار ہوتے ہو اور کبھی ایسا کرتے ہو کہ ان نعمتوں سے معاصی کے ارتکاب میں مدد لیتے ہو۔

عزیزان من! ضرورت ہے کہ تم دنیا کی ہنگامہ آرائی سے الگ ہو کر اپنے کردار کا محاسبہ کرو جس سے توقع ہے کہ تم کو گناہوں سے کنارہ کشی کی ترغیب ہوگی۔ کبھی متفکرانہ انداز میں اپنے احوال کا تجزیہ کرو جس سے تمھارے خالق کی رحیمانہ نظروں کا تم پر انکشاف ہوگا کہ اس کے اتنے محتاج ہو کہ اس کی قوت کا ہر وقت تمھارے نزدیک رہنا ضروری ہے۔ چاہے تم جماعت کے ساتھ ہو یا تنہا ہو، تم کو معلوم ہوگا کہ اس نفس امارہ کی خواہشوں سے خوفناک جنگ کی ضرورت ہے عام لوگ لغزشوں کی وجہ سے تباہ ہو جاتے ہیں مگر زہاد خواہشوں کی ادنیٰ پیروی سے بھی تباہ ہوتے ہیں۔ ابدال فکر کی وجہ سے اور تنہائی میں دل کے وسوسوں کی وجہ سے برباد ہو جاتے ہیں۔ بعض صدیقین کی خرابی ان وسوسوں میں ہو جاتی ہے جب وہ دل کی حفاظت میں مشغول ہوتے ہیں کیونکہ یہ تو وہ ہیں جن کی آرام گاہیں شہنشاہ کے دروازہ پر ہیں خاص مقام دعوت پر ان کا قیام ہے یہ لوگ معرفت رب کی طرف لوگوں کو بلاتے ہیں وہ دلوں کو مخاطب کرتے ہیں اور کہتے ہیں اے قلوب، اے ارواح، اے انس وجن، اے شہنشاہ کے دربار کا ارادہ کرنے والو! شہنشاہ کے دربار کی طرف آؤ۔ تیزی کے ساتھ آؤ۔ دلوں کی ریس کے ساتھ آؤ۔ تقویٰ کے قدموں کے ساتھ آؤ، توحید و معرفت کے ساتھ آؤ، بلند پارسائی کا تحفہ لے کر آؤ۔ دنیا سے بیزاری کا تمغہ لے کر آؤ بلکہ آخرت کا بھی خیال چھوڑ دو۔ جو بھی اس کے سوا ہے ان سب کو چھوڑ دو یہ ہیں وہ مردانہ صفات، جن کی طرف یہ عالی نفس گروہ قوم کو دعوت دیتا ہے۔ ان کا مقصد قوم کی اصلاح ہے پورے گروہ کی اصلاح ہے آسمان سے لے کر زمین تک نہیں بلکہ عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک سب ان کے پیش نظر ہے۔

اے بندے! نفس اور اس کی خواہشوں سے پیچھا چھڑا لے۔ اس اعلیٰ درجہ کی قوم کے قدموں کے نیچے زمین بن جا۔ ان کے ہاتھوں میں مٹی کی طرح ہو جا۔ خدائے تعالیٰ مردہ سے زندہ کو نکال سکتا ہے اور زندہ سے مردہ کو۔ اصل میں زندگی مومن کی زندگی ہے کافر کی زندگی موت ہے ایک حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ سب سے پہلے میری مخلوق میں جو میرا ابلیس ہے یعنی سب سے پہلا کافر عصیان کی وجہ سے ایمان کی زندگی سے محروم ہو گیا۔

لوگو! یہ آخری زمانہ ہے اس میں نفاق کے دروازے کھل گئے ہیں۔ جھوٹ اور بے ایمانی کو پر لگ گئے ہیں۔ یاد رکھو، منافقوں، جھوٹوں اور مکاروں کی صحبت سے دور بھاگو، اسی طرح تم اپنے نفس منافق، کاذب و فاجر سے دور بھاگو اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کی خواہشوں کی مخالفت کرو۔ وہ جو کہتا ہے مت سنو، اسے قید میں رکھو اس کو شتر بے مہار مت کرو، ہوشیار کے ساتھ اس کے پاؤں باندھ کر رکھو، ہاں اس کو اتنا ہی ضروری حق دو جتنے کا وہ مستحق ہے۔ تم اس کی طویل و عریض فرمائشوں کو مجاہدات کی وجہ سے بالکل رد کر دو، تم اس پر سوار ہو جاؤ۔ ایسا نہ ہو موقعہ پاتے ہی وہ تم پر سوار ہو جائے طبیعت کیا ہے ایک چھوٹا سا بچہ۔ اس کی دوستی بھی ٹھیک نہیں ہے اس کو بھی اسی طرح عقل نہیں، جس طرح بچہ کو نہیں۔ تم اپنی طبیعت سے کچھ سیکھنا چاہتے ہو گویا بچہ کے آگے زانوئے ادب تہہ کرنا چاہتے ہو۔ شیطان کون ہے وہ تمھارا پکا دشمن ہے وہ تو تمھارے باوا آدم کا بھی دشمن رہا ہے کیا وہ تمھیں تسکین دلا سکتا ہے کہ تم اس کے مقبول بارگاہ ہو کر بامراد ہو سکتے ہو تمھاری اور اس کی دشمنی پکی اور قدیم ہے تم اس کی چھاؤں میں بھی مت آؤ۔ وہ تمھیں امن نہیں دلا سکتا وہ تمھارے باوا آدم کو بھی دھوکہ دے چکا ہے۔ تمھاری ماں حوا کو بھی۔ اس کی دوستی پر اعتبار مت کرو۔ جب کبھی موقع ملے گا وہ تمھارا خون ہی کر کے چھوڑے گا جیسا کہ تمھارے ان بزرگوں کے ارمانوں کا خون کر چکا ہے تقویٰ کے ہتھیار سے تم اس کی مدافعت کرو۔ اللہ کی توحید کو اپنا نصب العین بنا لو اس کے لیے مراقبہ و تفکر، تنہائی میں عبادت گزاری، اخلاق میں صداقت و خلوص کو اپنا شیوہ بنا لو۔ جو کچھ مانگنا ہے اپنے رب سے مانگو۔ ان اوصاف حمیدہ کو اپنی فوج سمجھو اور تقویٰ کو اپنا ہتھیار بس یہی فوج اور یہی وہ لشکر ہے جو تمھیں شیطان کے مقابلہ میں کامیاب کرے گا اور اس کی فوج کو پسپا کر دے گا۔ کیونکہ خدا کی فتح و نصرت تمھارے ہی لیے ہو گی اور وہ تمھاری ہی مدد کرے گا۔

اے غلام! تو دنیا و آخرت دونوں کو ایک ہی پلڑے میں رکھ اور ان کو ایک ہی کسوٹی پر پرکھ۔ بس تو اپنا دل صرف اس مولا سے لگا لے وہ دل جو دنیا و آخرت دونوں کی خواہشوں سے عاری اور بے نیاز

ہو اپنے مولا کے سوا کسی چیز کی آرزو کو اپنے دل میں جگہ مت دو۔ خالق سے الگ ہو کر مخلوق کے ہاتھ میں قید مت ہو۔ ان ظاہری اسباب سے قطع نظر کر لے۔ ان اَربَابِ مِنْ دُونِ اللّٰہ سے بے نیاز ہو جا جب تجھ سے ہو سکے تو دنیا کی خواہش کو اپنے نفس کی حد تک رکھ اور عقبٰی کے ارمان کو اپنے دل کی حد تک۔ مگر اپنے مولا کی خواہش کو دل کی گہرائیوں میں جگہ دے جو سراپا راز ہی راز ہیں۔

اے بندے! سوائے اس مالک حقیقی کے کسی شے کی آرزو کرنے کی ضرورت نہیں وہ مل گیا تو پھر وہ خزانہ مل گیا جس کو ابدالا باد تک زوال نہیں۔ تیرے آقا کے پاس سے تجھے جو ہدایت نصیب ہو گی وہ ایسی ہدایت ہے جس کے بعد زوال نہیں گناہوں سے توبہ کر کے بس اپنے مالک کی طرف لو لگائے۔ مگر توبہ کیسی ہونی چاہی، ایسی کہ ظاہری بھی توبہ ہو اور باطنی بھی۔ توبہ وہ باطن میں اتر جانے والی اکسیر ہے جو گناہوں کی بھڑک دار پوشاک کو اتروا دے گی۔ دنیا والوں سے نہیں بلکہ خدا سے حیا کرنا سکھائے گی جو حقیقی حیا ہے۔ انسانوں سے جو حیا کی جاتی ہے۔ وہ مجازی حیا ہوتی ہے۔ یہ ہیں اعمال قلوب جو اعضاو جوارح کی ظاہری اور شرعی طہارت کے ساتھ ساتھ مقبول بارگاہ ہوتے ہیں۔ دل جب اسباب و تعلق دینوی کے خاردار جنگل سے نکل گیا تو وہ معرفت و توکل کے دریا کا شناور ہو گیا۔ علم و ایقان کا مرد میدان بن گیا۔ جب وہ اس دریا کے بیچ میں ہوتا ہے یا اس میدان میں وہ کنارے سے دور ہوتا ہے تو وہ کہتا ہے۔ اَلَّذِیْ خَلَقَنِیْ فَھُوَ یَھْدِیْنِ۔ جس نے مجھے پیدا کیا وہی مجھے سیدھی راہ بھی دکھلائے گا۔ اس لیے چاہے وہ ایک ساحل سے دوسرے ساحل تک، ایک مقام سے دوسرے مقام تک، کچھ دنوں بھٹکتا پھرے گا مگر آخر کار بہت جلد سیدھی راہ پر آ ہی جاتا ہے۔ غیر مرئی ربانی قوت اس کی دستگیری کے لیے آمادہ ہو ہی جاتی ہے۔ طالب کا دل بے گنتی میلوں کی مسافت طے کرتا جاتا ہے اور ہر چیز کی کھوج کے ذریعہ وہ اس کو پانے کے لیے بے چین ہی رہتا ہے۔ اس کی سچی طلب اس کی دلاورانہ، حقیقی تڑپ کا نتیجہ ہے کہ خوف کے وقت ہلاک ہونے سے بچا لیا جاتا ہے۔ اس کے ایمان کی کشتی اس سمندر میں ڈوبنے سے بچا لی جاتی ہے۔ وحشت و خوف کے بادل اس کی آنکھوں سے دور کر دیئے جاتے ہیں اور اس کی جگہ انس و قرب الٰہی کی فرحت انگیز صبح پیدا ہونے لگتی ہے۔ اے غلام! جب تجھے اس گمراہی یا مصیبت کی بیماری گھیر لے تو صبر کی دوا سے اس کا علاج کر، شکر کے ہاتھوں سے اس دوا کے قدح کو پی لے۔ اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ تو جلد صحت یابی کی نعمت سے بہرور ہو جائے گا۔ اور فلاح و مراد کی بلند چوٹیوں پر پہنچ جائے گا۔

آگ کا لرزہ خیز تصور مومن کے دل میں خوف الٰہی پیدا کرتا ہے۔ یہی مشیت الٰہی اس معبود کے الطاف و رحمت کے دروازے کو اس کے لیے کھول دیتی ہے۔ جب وہ اس دروازہ میں داخل ہوتا ہے تو پھر

اس کے دل میں اطمینان و مسرت اپنا جلوہ دکھاتی ہے کہ پھر اس معبود کے جلال و کبریائی کا نظارہ کرتے ہیں تو ان کے دلوں اور ان کی روحوں میں خوف و خشیت کا ایک زبردست جذبہ پیدا ہوتا ہے جو پہلے سے زیادہ ہوتا ہے پھر ان کے لیے جمال کا دروازہ کھلتا ہے۔ اب اطمینان اور سکون کامل نصیب ہوتا ہے یہ وہ عارج ہیں جو لاہوتیت کے ارتقائی منازل سے طے کرنا پڑتے ہیں۔

اے غلام! محض کھانا، کپڑا اور مکان تیرا مقصد زندگی نہ ہونا چاہیے تیرے دل اور تیری روح کے مطالبے بھی ہیں وہی زبردست مطالبے مادی تقاضوں کے ہجوم میں دبے ہوئے ہیں۔ سب سے بڑا تقاضہ رضائے الٰہی یا طلب مولا ہے۔ یہ اہم ترین تقاضہ ہے تیری زندگی کا، یہی تیری زندگی کا حقیقی نصب العین ہونا چاہیے۔ دنیا کا بدل کیا آخرت ہے مخلوق کا بدل خالق ہے۔ اگر اس عارضی اور ناپائیدار دنیا کی کوئی چیز تجھ سے چھوٹ گئی ہے تو اس کا بدلہ اس سے زیادہ قیمتی اور قابل قدر چیز یعنی روحانی نفع سے ہوسکتا ہے جو بھی زندگی کے بچے کھچے دن رہ گئے ہیں، جا انھیں آخرت کی تعمیر کے لیے کام میں لا، ملک الموت کہیں نہ کہیں پھندہ لگائے ہوئے بیٹھے ہیں۔ اولیاء اللہ کے پاس دنیا کی حیثیت کیا ہے ایک باورچی کی۔ جو آخرت کے لیے توشہ تیار کر دیتا ہے۔ ہاں آخرت میں ان کے لیے زندگی کے اصلی مقصد کی تعمیر ہوتی ہے۔ یہ اصلی مقصد کیا ہے۔ ان کے معبود حقیقی کی ان سے ملاقات۔ اس لیے وہ حقیقت میں دنیا کے طالب ہیں نہ آخرت پر للچائی ہوئی نظریں ڈالتے ہیں۔ نعمت و مسرت کی حالت میں تو تم خدا کی محبت کرو اور بلد و مصیبت میں اس سے تمھارا دل گریز کرنے لگے تو تمھارے دعوے کی صداقت کا پردہ چاک ہو جاتا ہے۔ مصیبتوں اور بلاؤں میں ہمت و استقلال مردانہ کے ساتھ ثابت قدمی دکھلاؤ تو یہ محبت الٰہی ہے۔ اب ہو تم اس کے محبوب، اور اسی کے امتحان کی تم کو ضرورت بھی تھی۔ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ کو دوست رکھتا ہوں آپ نے فرمایا تو پھر تم فقر و اخلاص کے لیے چادر تیار رکھو۔

ایک اور شخص آیا اور کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! میں اللہ کو دوست رکھتا ہوں آپ نے فرمایا کہ مصیبتوں کے لیے ایک چادر تیار رکھو۔ اللہ اور رسول ﷺ کی محبت فقر اور بلا سے جڑی ہوئی ہے۔ کسی نیک بخت آدمی نے کہا ہے اور خوب کہا ہے۔ وَکل البلاہ بالولاء. بلا کا ولا سے گہرا تعلق ہے۔ اگر تم کو خدا کا دوست بننا ہے تو بلاؤں سے نمٹ لو۔ جھوٹے کو خدا کی دوستی کا دم بھرنے کی جرأت نہیں ہوسکتی اگر وہ صبر میں ثابت قدمی نہ دکھلائے اسی لیے ثبات و استقلال کو محبت الٰہی کی کسوٹی بنایا گیا ہے۔

ترجمہ:۔ اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا کر اور آخرت میں بھی بھلائی عطا کر اور دوزخ کے عذاب سے بچا۔